کاشف گیلانی

حمد

کیا اس کی میں توصیف لکھوں اپنے قلم سے
یہ سانس بھی آتی ہے مجھے جس کے کرم سے

گھبرا کے اسی کو ہے سدا میں نے پکارا
اس نے ہی نکالا ہے مجھے گردشِ غم سے

اس نے ہی سکوں بخشا مرے قلب حزیں کو
دیکھا جو کبھی سوئے فلک دیدۂ نم سے

پہلے سے فزوں رحمتِ یزداں کا یقیں ہے
جس روز سے میں لوٹ کے آیا ہوں حرم سے

ایمان تو ہے خاص عنایت مرے رب کی
ملتا نہیں بازار میں یہ دام و درم سے

اللہ نے بخشا ہے جسے عزمِ مصمم
ٹکراتا ہے گھبراتا نہیں شورشِ غم سے

کاشف کبھی ابلیس کے کہنے میں نہ آنا
اس نے ہی تو انساں کو نکالا تھا اِرم سے

پروفیسر محمد اکرام تائب (عارف والا)

نعت

یوں مری اوقات سے بڑھ کر خدا سے مل گیا
جو نہ ملنا تھا مجھے، ان کی دعا سے مل گیا

وادیٔ فردوس میں بھی جو نہ ملتا تھا مجھے
وہ سکونِ قلب شہرِ مصطفےٰ سے مل گیا

اجنبی رستے بھی بنتے جا رہے ہیں رہ نما
ان کے کوچے کا پتا بادِ صبا سے مل گیا

آسماں پر قدسیوں کے وہ مقدر میں کہاں
آفتاب رشد جو غارِ حرا سے مل گیا

اک نفس سے ہو گئے گل، سب چراغِ کفر و شرک
زندگی کو رخ نیا کوہِ صفا سے مل گیا

جاں تو دے سکتے ہیں پر باطل سے دب سکتے نہیں
روشنی کا یہ اشارا کربلا سے مل گیا

جا سکا قدسی نہ تائب دیکھنا سدرہ سے پرے
ہم بشر کہتے ہیں جس کو وہ خدا سے مل گیا